سوال

خلع کیا ہے اوراس کا صحیح طریقہ کیا ہے ؟ جب خاوند اپنی بیوی کو طلاق نہ دینا چاہے تو کیا طلاق کا وقوع ممکن ہے ؟ اورامریکی معاشرہ کے بارہ میں کیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کوناپسند کرتی ہے (بعض اوقات اس لیے کہ وہ دین پر چلنے والا ہے) اس لیے کہ وہ یہ سمجھتی ہے کہ اسے خاوند کو طلاق دینے میں آزادی ہے ۔

جواب

الحمد للہ

بیوی معاوضہ دے کر علیحدہ ہوتو اسے خلع کہا جاتا ہے ، اس طرح خاوند معاوضہ لے کر اپنی بیوی کو چھوڑدے چاہے وہ یہ معاوضہ مہر جو کہ خاوند نے دیا تھا وہ ہو یا اس سے زیادہ اوریا پھر کم ہو ۔

اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اورتمہارے لیے حلال نہیں کہ تم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لے لو مگر یہ کہ وہ دونوں اس سے خوفزدہ ہوں کہ وہ اللہ تعالی کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے ، توپھر ان پر کوئی گناہ اورجرم نہیں کہ وہ اس کا فدیہ دیں البقرۃ (229) ۔

سنت نبویہ میں اس کی دلیل ثابت بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی کی حدیث ہے ۔

ثابت بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اورکہنے لگی : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت بن قیس پر کوئی دینی یا اخلاقی عیب نہیں لگاتی ، لیکن میں اسلام میں کفر کوناپسند کرتی ہوں ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ آیا تو اس کا باغ واپس کرتی ہے ؟ یہ باغ انہوں نے اسے مہر میں دیا تھا ، تووہ کہنے لگی جی ہاں ، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اپنا باغ قبول کرلو اوراسے چھوڑدو ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (5273) ۔

علماء کرام نے اس قصہ سے یہ استنباط کیا ہے کہ جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی طاقت نہ رکھے تو ولی الامر اور حکمران اس کے خاوند سے خلع طلب کرے بلکہ اسے خلع کا حکم دے ۔

خلع کی صورت یہ ہے کہ :

خاوند کے عوض میں کچھ لے یا پھر وہ کسی عوض پر متفق ہوجائیں اورپھر خاوند اپنی بیوی کوکہے کہ میں نے تجھے چھوڑدیا یا خلع کرلیا یا اس طرح کے دوسرے الفاظ کہے ۔

اورطلاق خاوند کا حق ہے یہ اس وقت تک واقع نہیں ہوسکتی جب تک وہ طلاق نہ دے ، اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(طلاق اس کا حق ہے جو پنڈلی کو پکڑتا ہے) یعنی خاوند سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2081) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ارواء الغلیل (2041) میں اسے حسن قرار دیا ہے ۔

اسی لیے علماء کرام نے یہ کہا ہے کہ :جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر ظلم کے ساتھ مجبور کیا جائے اوراس نے طلاق دے دی تو اس کی یہ طلاق واقع نہیں ہوگی ۔ دیکھیں المغنی ابن قدامہ (

(352/10)۔

اورآپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ بعض اوقات بیوی حکومتی قوانین کے مطابق اپنے آپ کو طلاق دے دے ۔ تو اس کے بارہ میں ہم کہیں گے کہ :

اگر تو یہ کسی ایسے سبب کی بنا پر ہے جس کی بنا پر طلاق مباح ہوجاتی ہے مثلا اگر وہ خاوند کو ناپسند کرنے لگے ، اور اس کے ساتھ زندگی نہ گزار سکے ، یا پھر خاوند کے فسق وفجور اور حرام کام کرنے کی جرات کرنے کی بنا پر اسے دینی اعتبار سے ناپسند کرنے لگے وغیرہ ، تو اسے طلاق کا مطالبہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ، لیکن ایسی حالت میں وہ خاوند سے خلع کرلے اور اس کا دیا ہوا مھر واپس کردے ۔

اور اگر وہ طلاق کا مطالبہ کسی سبب کے بغیر کرے تو ایسا کرنا اس کے لیے جائز نہیں اور اس حالت میں عدالت کا طلاق کے متعلق فیصلہ شرعی نہیں ہوگا بلکہ عورت بدستور اس آدمی کی بیوی ہی رہے گی ۔

تو یہاں پر ایک مشکل پش آتی ہے کہ قانونی طور پر تو یہ عورت مطلقہ شمار ہوگی اور عدت گزرنے کے بعد اور کہیں شادی کرلے گی لیکن حقیقت میں بیوی کو طلاق ہوئی ہی نہیں ۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے اس جیسے مسئلہ میں کچھ اس طرح کہا ہے :

اب ہمارے سامنے ایک مشکل ہے ، اس کی زوجیت اور عصمت میں رہتے ہوئے کہیں اور شادی کرنا اس کے لیے حرام ہے ، اور ظاہری طور پر عدالت کے حکم کے مطابق اسے طلاق ہوچکی ہے اور جب عدت ختم ہوجائے تو وہ کہیں اور شادی کرسکتی ہے ۔

تو میری رائے یہ ہے کہ اس مشکل سے نکلنے کے لیے ضروری ہے کہ اہل خیر اور اصلاح کرنے والے لوگ ضرور اس مسئلہ میں دخل دیں تا کہ خاوند اور بیوی کے درمیان صلح ہوسکے ، وگرنہ وہ عورت اپنے خاوند کو عوض ادا کردے تا کہ شرعی طور پر خلع ہوسکے ۔

شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے ملاقات کا دروازہ کھلا ہے نمبر (54) دیکھیں کتاب لقاء الباب مفتوح نمبر (54) (174/3) طبع دار البصیرہ مصر ۔

واللہ اعلم